الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی

درین آوان میمنت اقتران مبحث غدیر و صائت بلا فصل جناب امیر المسمی بہ

ھان الغدیر ۱۲۹۹

ھی منحۃ الغدیر ۱۳۱۶ھ

من تصنیفات وحید العصر فرید الدہر مقبول بارگاہِ رب القدیر جناب مولوی سید سبط حسین صاحب

بمطبع یوسفی دھلی باھتمام سید علی حسین طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ اللطیف الخبیر الذی اتم علینا نعمتہ یوم الغدیر وجعلنا من المتمسکین بولایۃ
مولانا الامیر الذی من تخلف عنہ غرق وھوی الی السعیر والصلوۃ والسلام علی النبی
الامی القرشی الحبیب العلی القدیر والہ الذین طھرھم اللہ بنص التطھیر وجزاھم الجنۃ و
الحریر وازال عنھم خوف یوم عبوس قمطریر وحباھم بالعزۃ القعساء والملک الکبیر وھم الذین یوثرون
علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ کل صعلوک وامیر سیما ابن عمہ وصھرہ الذی ھو کالسراج المنیر واھدی من القمر
المستنیر وایدہ اللہ بنصرہ وھو نعم المولی ونعم النصیر الذی نصبہ نبی الرحمۃ وسراج الامۃ لامرۃ المومنین بین الجم الغفیر

امّا بعد پس دریں ولا بعض حضرات اہل سنت وجماعت نے بسبب قلۃ سواد وعدم استعداد
علمی کے انکار اس حدیث متواتر بین الفریقین کا کیا کہ جسکا انکار کوئی منصف ذی استعداد نہیں
کر سکتا اور متواتر ہونا اسکا اظہر من الشمس وبین من الامس ہے اور وہ حدیث حدیث غدیر خم ہے
اور اگر فی الحقیقۃ دیکھا جاوے تو جواب ہی لکھنا اسکا چنداں ضروری ولازم نہ تھا کیونکہ کتب احادیث
وتواریخ اہلسنت کی اس زمانہ میں اسقدر شائع ومشتہر ہیں کہ جو شخص فی الجملہ استعداد علمی رکھتا ہے
وہ دریافت کر سکتا ہے کہ کونسی حدیث متواتر ہے اور کونسی حدیث حدّ تواتر کو نہیں پہنچی لیکن یہ جواب
اس نظر سے لکھا جاتا ہے کہ کوئی کتاب ابتک علی الظاہر ایسی نہیں ہوئی کہ زبان اردو میں عام فہم ہو
اس خیال سے یہ ایک ذخیرہ رشیقہ بغایت تعجیل بلکہ بر سبیل ارتحال متوکلاً علی الواہب المتعال موسوم
بہ ھات الغدیر من خبر الغدیر میں ایسا لکھا گیا کہ جسکا فائدہ عام اور نفع تام ہو اور جو منصف کہ

اسکو بنظر انصاف معرضا عن الجدل والاعتساف دیکھے تو ضرور ہدایت پاوے واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل اور بسبب کثرت اشتغال وعدم مساعدت زمانہ ناہنجار وکجروی فلک کجرفتار بجواب اس علالہ فائقہ وعجالہ نافعہ کو نہیں دیا گیا اب مناسب حال یہ معلوم ہوتا ہے کہ قبل تحریر جواب سوال سائل لکھا جاوے اور وہ یہ ہے سوال مستفتی ہمیع حضرات اثنا عشریہ سے حدیث غدیر کا اولا تو متواتر ہونا ثابت نہیں اور اگر فرض کیا جاوے کہ متواتر بھی ہو تو بھی مدعا اہل تشیع پر دلالت نہیں کرتے کیونکہ کوئی لفظ اسمیں ایسی نہیں ہے کہ جس سے دلالت اسپر نکلے کہ علی خلیفہ رسول اللہ ہیں حالانکہ شیعہ برابر اسی حدیث پر عمل کرتے ہیں پس شیعہ بروز قیامت خدا کو کیا جواب دینگے انتہی تحریر السوال۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ سائل کو اپنے مذہب کی بالکل خبر نہیں ہے پس چاہیے کہ اپنی کتابوں کی کچھ دنوں سیر کریں بعد اسکے تحقیق حق کریں کہ کون حدیث معتبر ہے اور کون حدیث غیر معتبر ہے اور قبل اسکے بحث کرنا بیکار ہے لیکن چونکہ یہ گمان ہے کہ سائل شاید طالب حق ہو پس اس وجہ سے جواب ایسا لکھا جاتا ہے کہ جس سے گریز اہلسنت کو کسی طرح ممکن نہیں ہے، اور چونکہ مدار و منشا ہمارے مذہب کا انصاف پر ہے پس اس وجہ سے ہم تعصب کو کسی امر میں دخل نہیں دیتے ہیں کما قال اللہ تعالی فی کتابہ الکریم ان اللہ یامر بالعدل والاحسان یہ تو طریقہ ہر شخص کا ہے کہ اپنے کو منصف اور غیر کو غیر منصف کہتا ہے اگرچہ وہ خود منصف نہو پس اسکا قول لائق اعتبار نہوگا بلکہ منصف وہ ہے کہ جو اپنے دعوے کو بادلہ قاہرہ و براہین باہرہ ثابت کرے اور عدو بھی مدح اسکی کریں والفضل ما شھدت بہ الاعداء اور عدل و انصاف کما ینبغی ممکن کس سے ہے سوائے انبیا اور ہمارے ائمہ علیہم السلام کے چنانچہ کتاب فصول مہمہ میں کہ ایک مشہور کتاب ہے اہلسنت کی لکھا ہے کہ جناب رسالتمآب فرماتے تھے صحابہ سے ان اقضاکم علی اور بہت قضایا حضرت امیر علیہ السلام کے اس کتاب میں مذکور ہیں اور اور کتب اہلسنت میں فمن شاء ایقا لاطلاع علیھا فلیرجع الیھا اور یہی وجہ تھی کہ حق تعالی نے انکو وصی رسول بلا فصل کیا اور انپر اوروں کو اختیار نہیں کیا اور کیونکر اختیار کرتا کہ مثل و نظیر اس امام ہمام کا معدوم و مفقود تھا اور اسی سبب سے جناب رسالتمآب نے بحکم خدا بروز غدیر خم

اپنا وصی و جانشین مابعد کیا اور سب نے بیعت کی اور بعضوں نے تہنیت بھی دی مثل دو توں کے
چنانچہ فاضل جلیل اور محقق نبیل امام نورالدین علی بن محمد بن احمد المالکی المکی نے کہ اکابر علمائے
اہل سنت سے ہیں اپنی کتاب فصول المہمہ میں لکھا ہے کہ قال قال رسول اللہ صلعم من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنے جناب
رسالتمآب نے فرمایا کہ جسکا میں مولیٰ ہوں اُسکے علی بھی مولا ہیں اور زہری نے کہ یہ بھی اکابر علمائے اہلسنت سے
ہے لکھا ہے کہ لما حج رسول اللہ صلعم حجۃ الوداع و عاد قاصد المدینۃ قام بغدیر خم وھو ماء
بین المکۃ والمدینۃ وذلک فی الیوم الثامن عشر من ذی الحجۃ الحرام وقت الھاجرۃ فقال ایھا الناس
انی مسئول وانتم مسئولون ہل بلغت قالوا نشھد انک قد بلغت و نصحت قال وانا اشھد انی قد بلغت
ونصحت ثم قال یھا الناس لیس تشھدون ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ قالوا نشھد ان
لا الہ الا اللہ وانک لرسول اللہ قال وانا اشھد مثل ما شھدتم ثم قال ایھا الناس قد خلفت فیکم
ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی الا وان اللطیف الخبیر اخبرنی انھما
لن یفترقا حتی یردا علی الحوض و حوضی ما بین بصری وصنعاء عدد انیۃ النجوم ان اللہ مسائلکم کیف
خلفتمونی فی کتابہ واھل بیتی ثم قال یھا الناس من اولی الناس بالمومنین قالوا اللہ ورسولہ اعلم
قال ولی الناس بالمومنین اھل بیتی یقول ذلک مرات ثم قال فی الرابعۃ واخذ بید علی من کنت مولاہ
فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ یقولھا ثلث مرات الا فلیبلغ الشاھد الغائب
یعنی جبکہ جناب رسالتمآب حجۃ الوداع سے فارغ ہوئے اور مراجعت فرمائی طرف مدینہ منورہ کے تو حضرت نے
قیام فرمایا ایکروز غدیر خم میں اور وہ ایک نہر ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے اور یہ واقعہ اٹھارویں ذی الحجۃ
الحرام کا ہے کہ وقت نصف النہار تھا پس حضرت نے فرمایا کہ ایہا الناس میں سوال کیا گیا ہوں
اور تم سوال کیے جاؤ گے کہ آیا میں نے تبلیغ رسالت کی اُن سب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم گواہی
دیتے ہیں اس امر کی کہ آپ نے تبلیغ رسالت کی اور نصیحت فرمائی حضرت نے فرمایا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں
کہ تبلیغ رسالت کی میں نے اور نصیحت کی میں نے پھر فرمایا حضرت نے کہ آیا نہیں گواہی دیتے ہو اس امر
کی کہ خداوند عالم یکتا و بے ہمتا ہے اور میں رسول برحق اسکا ہوں اُن سب نے کہا کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ

وانک رسول اللہ پس حضرت نے فرمایا کہ میں بھی مثل تمہارے گواہی دیتا ہوں پھر فرمایا کہ تحقیق چھوڑے
جاتا ہوں میں تمہارے درمیان میں دو چیزیں اگر تمسک کروگے تم ساتھ ان دونوں کے تو نہ گمراہ ہوگے
بعد میرے کتاب خدا و عترت میری آگاہ ہو کہ لطیف و خبیر نے خبر دی کیونکہ یہ دونوں جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ
وارد ہوں یہ دونوں مجھ پر حوض پر اور حوض میرا مابین بصریٰ اور صنعار کے ہے پھر حضرت نے فرمایا کہ
حق تعالےٰ سوال کریگا تم سے کہ کیا کیا تم نے میری کتاب اور اہلبیت کے ساتھ بعد اُسکے فرمایا کہ اے گروہ
مومنین اولیٰ الناس بالمومنین کون ہے اُنہوں نے عرض کی کہ خدا اور رسول خوب جانتے ہیں حضرت نے
فرمایا کہ اولیٰ ساتھ مومنین کے اہلبیت میرے ہیں ایسے ہی کلمہ تین مرتبہ حضرت نے اپنی زبان مبارک پر
جاری کیا اور چوتھی مرتبہ حضرت نے جناب امیر علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ بارالہا جسکا میں مولیٰ
ہوں اُسکے علیؑ بھی مولیٰ ہیں بارالہا دوست رکھ اُس شخص کو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ
اُس شخص کو جو علیؑ کو دشمن رکھے بعد اُسکے فرمایا کہ جو شخص اس مجلس میں حاضر ہے اُسکو چاہیئے کہ جو
اس مجلس میں نہیں ہے اُس تک پہنچاوے۔ واضح ہو کہ لفظ تخلیف کی اس حدیث میں دلیل صریح ہے
اسکی کہ حضرت کے خلیفہ اُنکے اہلبیت ہوئے نہ غیر لوگ اور خلافت کے جو معنی حضرات اہلسنت نے قرار دیئے
ہیں وہ محض اُنکی اصطلاح ہے کہ جسکا ثبوت کتاب اہلسنت سے بالکل نہیں ہے اور ہرگز وہ حقائق شرعیہ
سے نہیں ہے پس وہ قابل اعتضاد نہوگی اور حدیث ثانی تو صریح ہی اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ
خلیفہ جناب رسالتمآب کے جناب امیرؑ ہوئے نہ اور کوئی صحابہ سے اور معنی مولےٰ کے جو اہلسنت سمجھتے ہیں وہ
بالکل خلاف عقل و بے دلیل ہیں اسواسطے کہ مولےٰ لفظ مشترک ہے بین المعانی کہ منجملہ اُنکے ابن عم اور
صدیق و ناصر و محب و اولیٰ بالتصرف وغیرہا من المعانی الآخر پس لفظ مشترک کو محمول کرنا ایک معنی پر
بدون نصب قرینہ کے ناجایز ہے اور اسی طرح سے استعمال بھی غیر سائغ ہے کما ہو ثابت فی محلہ پس ضرور ہے
کہ پہلے کوئی قرینہ قایم کیا جاوے واسطے تشخیص معنی کے اور حضرات اہلسنت تو بدون کسی قرینہ و آلہ علی المعنی
من المعانی کے ایک معنی قرار دیتے ہیں اور اُس سے اپنا مدعا ثابت کرتے ہیں اور ہم جو معنی مولےٰ کے اولیٰ
بالتصرف کے لیتے ہیں تو اس طرح پر بے دلیل کے نہیں لیتے نعوذ باللہ من ذٰلک بلکہ ہم بادلہ قاہرہ و

و براہین باہرہ کہ جسکا رد اہل انصاف سے ممکن نہیں ہے ثابت کرتے ہیں منجملہ اُن ادلہ کے ایک تو یہ ہے
کہ اولویت جناب امیرؑ کی متفرع ہے اولویت پر جناب رسالتمآبؐ کی پس جسطرح کی ولایت جناب رسالتمآبؐ
کو بہ سبب مومنین کے حاصل ہوگی اُسی طرح کی ولایت جناب امیر المومنین علیہ السلام کو بھی بہ نسبت مومنین کے
حاصل ہوگی اور حدیث اول تو صریح اِس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت رسالتمآبؐ نے قرآنؐ
اہلبیتؑ کو فرمایا کہ یہ دو تو جدا نہونگے اور لوگوں کو حکم فرمایا کہ متابعت ان دونوں کی کرو اور خدا تم سے سوال
کریگا کہ تم نے ان دونو کے ساتھ کیا کیا پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ جسطرح قرآن پر عمل لازم و واجب ہے
اُسی طرح اہلبیت کی متابعت بھی واجب ہے اور یہی معنے اولے بالتصرف کے ہیں گویا اسی واسطے قرین ذکر
مولا ذکر تخلیف قرآن مجید ہوا نکتہ لطیفہ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو حکم اہلبیتؑ کا ہے
وہی حکم خدا ہے اور جو حکم خدا ہے وہ قول اہلبیت ہے ان دونو میں باہم دیگر جدائی اور تفاوت نہوگا پس
جن لوگوں نے کہ اہلبیت علیہم السلام کی متابعت نکی پس درحقیقت اُنہوں نے عمل قرآن ہی پر نہیں کیا کیونکہ
باہم دیگر جدائی ہوگئی اور جدائی قرآنؐ و اہلبیتؑ میں نہیں ہوسکتی ہے کما قال بحر العلوم فلکم کتاب اللہ
یکفینا لو قد جاء ولتم التفریق لا الفرقانا اور محدث جلیل الشان ابراہیم بن محمد بن المؤید بن عبد اللہ
ابن علی بن محمد بن حمویہ نے اپنی کتاب فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین میں علی ما نقل عنہ بطور ہے
اخبرنا الامام الزاہد وحید الدین محمد بن ابی بکر بن ابی یزید الجوینی بقراتی علیہ بجیراباد
فی جمادی الاولی سنة ثلث وستین وستمائة قال انبانا الامام سراج الدین محمد بن ابی الفتوح
الیعقوبی سماعا قال انبانا والدی الامام فخر الدین ابو الفتاح بن ابی عبد اللہ محمد بن عمر
ابن یعقوب قال انبانا الشیخ الامام محمد بن علی بن الفضل القاری واخبرنی السید الامام
الاطہر فخر الدین المرتضی بن محمود الحسنی الاشتری اجازة فی سنة احدی وسبعین
وستمائة بروایته عن والدہ وقال اخبرنی الامام مجد الدین ابو القاسم عبد اللہ بن
محمد القزوینی قال انبانا جمال السنة ابو عبد اللہ محمد بن حمویہ بن محمد الجوینی قال انبأنا
جمال الاسلام ابو المحاسن علی بن شیخ الاسلام الفضل بن محمد الفارمذی قال انبأنا الامام

عبد الله بن علی شیخ وقته المشار الیه فی الطریقة ومقدم اهل الاسلام فی الشریعة
قال نباءنا ابو الحسن علی بن محمد بن بندار القزوینی بمکة نبانا علی بن عمر بن محمد الحربی
قراء علیه نبانا محمد بن عبیدة القاضی نبانا ابراهیم بن الحجاج نبانا حماد عن علی بن
زید وابی هرون العبدی عن عدی بن ثابت عن البراء بن عازب قال اقبلنا مع النبی
صلی الله علیه وسلم فی حجة الوداع حتی اذا کنا بغدیر خم فنادی فینا الصلوة جامعة
وکسح للنبی صلعم تحت شجرتین فاخذ النبی صلی الله علیه وسلم بید علی و قال الست
اولی بالمؤمنین من انفسهم قالوا بلی قال الست اولی بکل مؤمن من نفسه قالوا
بلی قال الیس ازواجی امهاتهم قالوا بلی فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم فان
هذا مولی من انا مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه ولقیه عمر بن الخطاب
بعد ذلک فقال له هنیئا لک یا بن ابی طالب اصبحت وامسیت مولی کل مؤمن
ومؤمنة اورده الامام الحافظ شیخ السنة ابو بکر احمد بن الحسین البیهقی فی
فضائل امیر المؤمنین علی ع ونقلته من خطیة المبارک اور روایت محدث
جلیل القدر ابراہیم بن عبد اللہ الوصالی الیمنی الشافعی کے کتاب الاکتفا فی فضل الاربعۃ الخلفاء میں
بعد ذکر دو روایتوں کے بریدہ سے لکھا ہے وعنه رضی الله عنه قال خرجت مع علی الی الیمن فرایت
منه جفوة فلما قدمت علی رسول الله صلی الله علیه وسلم ذکرت علیا فتنقصته فجعل
وجه رسول الله صلی الله علیه وسلم یتغیر فقال یا بریدة الست اولی بالمؤمنین من
انفسهم قلت بلی یا رسول الله قال من کنت مولاه فعلی مولاه اخرجه ابو بکر عثمان بن
ابی شیبة فی سننه وابن جریر فی تهذیب الآثار وابو نعیم فی فضائل الصحابة محصل روایت اول کا
یہ ہے کہ براء بن عازب نے کہا کہ تھے ہم ساتھ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجۃ الوداع میں یہاں تک
کہ جب ہم سب مقیم ہوئے غدیر خم میں پس ندا ہوئی ہمارے درمیان میں کہ الصلوٰۃ جامعۃ اور زمین صاف کی گئی
واسطے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نیچے دو درختوں کے پس جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ہاتھ جناب امیر علیہ السلام کا پکڑا اور فرمایا کہ آیا میں نہیں ہوں اولی بالتصرف ساتھ مومنین کے اُنکے نفسوں سے پس سب نے عرض کیا کہ ہاں یہانتک کہ فرمایا حضرتؐ نے کہ جسکا میں مولی ہوں اُس کے علیؑ بھی مولی ہیں بار الہا دوست رکھ اُسکو کہ جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُسکو کہ جو علیؑ کو دشمن رکھے پس عمر بن خطاب خلیفہ ثانی اہلسنت نے ملاقات کی اور تہنیت دی کہ یا امیر المومنین صبح کی آپنے در آں حالیکہ آپ مولی ہیں ہر مومن و مومنہ کے **واضح** ہو کہ لفظ مولا کا استعمال کلام عرب میں معنی اولے بالتصرف بہت کثرت سے ہے اور معنی محب و ناصر کے متروک و مہجور ہیں اور اگر استعمال ان معانی میں ہے تو بہت کم ہے اور اگر دوست کے معنی لینا منظور ہوتے ہیں تو لفظ حبیب کا استعمال کرتے ہیں جیسے قفانبک من ذکری حبیب و منزل یا حبیب اللہ العالمین محمد یا جیسے اجیباک لا تجیب یا استعمال صدیق و خلیل کا ہوتا ہے جیسے یا خلی البال قد بلبلت بلبال بال یا جیسے حتی ابکی کل عن و صدیق اور مثل اسکے اس قدر کثرت سے استعمال ان الفاظ کا زبان عرب پر ہے کہ احصا اُسکا ممکن نہیں ہے اور مولی اکثر معنی اولے بالتصرف کے آتا ہے جیسے حق تعالے قرآن مجید میں فرماتا ہے ماویکم النار ھی مولیکم کہ اسکی تفسیر میں ہے ای اولی بکم یا جیسے لبید بن ربیعہ کہتا ہے فغدت کل الفرجین تحسب انہ مولی المخافۃ خلفہا و امامہا کہ اسکی شرح میں مصرح ہے کہ مولی بمعنے اولے ہے اور مثل اسکے بہت جگہ تصرف لفظ مولا کا بمعنی اولی بالتصرف کے ہے پس اُن معانی مہجورہ کو یہاں باوجود اسکے کہ قرینہ دال اُنکے خلاف پر ہی لینا محض تعصب ہے اور ترجیح بلا مرجح چنانچہ ایک قرینہ حالیہ خاص اسی حدیث میں موجود ہے تہنیت دینا خلیفہ ثانی کا اصبحت کر کے کہ دلالت صریح تجدد ولایت پر کرتا ہے حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ ولایت بمعنی محبت کے ہمیشہ سے حضرت کو حاصل تھے اور لفظ من کہ جو حدیث میں واقع ہے وہ مفید عموم ہے پس خبر بھی اُسکی مفید عموم ہوگی پس یہ ولایت حضرت کی شامل ہوگی کل مومنین کو اور لفظ کل سے بھی کہ جو خود خلیفہ ثانی کے کلام میں ہے واقع ہے پس اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خلیفہ ثانی پر بھی حضرت اولے بالتصرف تھے اسواسطے کہ وہ تو ضرور ہی اہلسنت کے نزدیک مومن تھے پس آپ پر بھی ولایت حضرت امیر علیہ السلام کی ثابت ہوئی اب رہا یہ امر کہ اُنہوں نے حضرت کو

سمجھا اپنا مولیٰ اور حکم جناب رسالتمآب کی تعمیل کی یا نہیں پس یہ امر اظہر من الشمس وابین من الامس ہے اور محتاج بیان نہیں ہے اور حدیث ثانی کا محصل یہ ہے کہ کہا بریدہ نے کہ گیا میں ساتھ جناب امیر علیہ السلام کے طرف یمن کے پس دیکھا میں نے اُن سے ایک جفا پس جبکہ میں حاضر ہوا خدمت میں رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو ذکر کیا میں نے جناب امیر علیہ السلام کا پس میں نے تنقیص کی حضرت کی پس دیکھا میں نے کہ چہرہ مبارک جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا متغیر ہو گیا اور فرمایا کہ اے بریدہ آیا میں نہیں ہوں اولے ساتھ مومنین کے اُنکے نفوس سے کہا میں نے کہ ہاں یا رسول اللہ فرمایا حضرت نے کہ پس جسکا میں مولا ہوں اُسکے علیؑ بھی مولا ہیں روایت کیا ہے ابوزید عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی سنن میں اور ابن جریر نے تہذیب الآثار میں اور ابونعیم نے فضائل الصحابہ میں واضح ہو کہ یہ حدیث صریح اسپر دلالت کرتی ہے کہ مولا بمعنے اولیٰ ہے کیونکہ یہ مقام مقام تہدید اور مقام تہدید میں بیان محبت اتحاد کا لغو اور بیجا ہے بلکہ وہ امر بیان کیا جاتا ہے کہ جس سے خصم ساکت ہو جاوے پس اگر جناب رسالتمآب فرماتے کہ علیؑ دوست ہیں مومنین کے پس بریدہ کہہ سکتا تھا کہ میرے دوست نہیں ہیں اور نہ میں انکو دوست رکھتا ہوں بسبب اسکے کہ میں نے اُنسے ایک جفا دیکھی ہے اور جواب اسکا کچھ جناب رسالتمآب کے پاس نہ تھا اور حکیم سے یہ کلام لغو سرزد ہونا محال ہے پس ضرور ہے کہ یہاں مولا کے معنی اولے بالتصرف کے لئے جاویں خصوصاً جب یہ قرینہ موجود ہے کہ حضرت نے تصرف کیا مال میں اور ایک جاریہ لی تھی جیسا کہ بتصریح کتب تواریخ میں مذکور ہے اور اس روایت میں کس تصریح سے اولویت جناب امیر علیہ السلام کی متفرع اولویت حضرت رسالتمآب پر کہ انکار اسکا اہلسنت سے کسی طرح ممکن نہیں ہے، اور کتاب اکتفا میں مسطور ہے بعد ذکر روایت ابن عباس کے وعنہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ علی بن ابی طالب مولے من کنت مولاہ اخرجہ المحاملی فی امالیہ یعنے ابن عباس سے منقول ہے کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ علی بن ابیطالب علیہم السلام مولیٰ اُس شخص کے ہیں کہ جسکا میں مولیٰ ہوں اور اُسی کتاب مذکورہ بالا میں مرقوم ہے وعن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اخرجہ الطبرانی فی الکبیر واخرجہ ابونعیم

فی فضائل الصحابة واخرجه الترمذی فی جامعه عن زید بن ارقم عن ابی ایوب
الانصاری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلعم من کنت مولاه فعلی مولاه
اخرجه النسائی فی سننه والطبرانی فی الکبیر واخرجه ابونعیم فی فضائل الصحابة عن
مالک بن الحویرث وعن ابن عمر رضی الله عنهما قال قال رسول الله من کنت مولاه
فعلی مولاه اخرجه ابوزید عثمان بن ابی شیبة فی سننه واخرجه ابن ابی عاصم وسعید
ابن منصور فی سننهما عن سعید بن ابی وقاص وعن علی رضی الله عنه ان رسول الله صلعم قال من کنت مولاه
فعلی مولاه اخرجه ابن عقدة فی کتابه الموالاة واخرجه الامام احمد فی مسنده عن علی وثلثة عشر
رجلا من الصحابة واخرجه ابن ابی شیبة فی مصنفه عن جابر بن عبد الله الانصاری اور اسی کتاب مذکور میں مسطور ہے
وعن ابن عمر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کنت مولاه فعلی مولاه
اللهم وال من والاه وعاد من عاداه اخرجه الطبرانی فی الکبیر وعن ابی هریرة واثنی عشر رجلا
من الصحابة ان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قال من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال
من والاه وعاد من عاداه اخرجه الامام احمد فی مسنده والطبرانی فی الکبیر والضیاء فی مختاره
واخرجه ایضا عن زید بن ارقم وثلثین رجلا من الصحابة واخرجه ابونعیم فی فضائل الصحابة عن سعد
ابن ابی وقاص واخرجه الخطیب فی المتفق والمفترق عن انس وعن عمرو بن مرة ان رسول الله صلی الله علیه
وسلم قال من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واعن من
اعانه اخرجه الطبرانی فی الکبیر وعن علی وطلحة معه رضی الله عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال
من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه اخرجه الحاکم فی المستدرک
وعن بریدة قال لی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یا بریدة الست اولی بالمؤمنین
من انفسهم قلت بلی یا رسول الله قال من کنت مولاه فعلی مولاه اخرجه الامام
احمد فی مسنده وسمویه فی فوائده اور ترجمہ ان روایات کا یہ ہے کہ
ابن عباس نے کہا کہ فرمایا جناب رسالتمآب صلعم نے کہ علیؑ بن ابیطالب علیہم السلام مولا ہیں اُس

شخص کے جسکا میں مولیٰ ہوں روایت کیا اُسکو محاملی نے اپنی امالی میں اور زید بن ارقم سے منقول ہے
کہ کہا جناب رسالتمآب نے کہ جسکا میں مولیٰ ہوں اُسکے جناب امیر علیہ السلام بھی مولیٰ ہیں روایت کیا ہے
اس حدیث کو طبرانی نے کبیر میں اور روایت کیا ہے ابونعیم نے فضائل الصحابہ میں اور روایت کیا ہے
اسکو ترمذی نے اپنی جامع میں زید بن ارقم سے اور ابوایوب انصاری سے کہ کہا جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جسکا میں مولیٰ ہوں اُسکے علیؑ بھی مولیٰ ہیں روایت کیا ہے اسکو نسائی نے
اپنی سنن میں اور طبرانی نے کبیر میں اور روایت کیا ہے اسکو ابونعیم نے فضایل الصحابہ میں مالک بن
حویرث سے اور عمر کے بیٹے سے کہ کہا فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جسکا میں مولیٰ ہوں
اُسکے علیؑ بھی مولیٰ ہیں روایت کیا ہے اس حدیث کو ابوزید عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی سنن میں اور روایت
کیا ہے اسکو ابن ابی عاصم و سعید بن منصور نے اپنی سنن میں سعید بن ابی وقاص سے اور علی رضی اللہ
عنہ سے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جسکا میں مولیٰ ہوں اُسکے علیؑ بھی مولیٰ ہیں
روایت کیا ہے اسکو ابن عقدہ نے اپنی کتاب موالاۃ میں اور روایت کیا ہے اس حدیث کو امام احمد نے
امام اوّل و خلیفہ بلافصل حضرت رسالت پناہ اور تیرہ آدمیوں سے کہ جو صحابہ سے تھے اور روایت کیا ہے اسکو
ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب میں جابر بن عبداللہ انصاری سے اور ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ کہا
جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جسکا میں مولیٰ ہوں اُسکے علیؑ بھی مولیٰ ہیں بارالٰہا دوست
رکھ اُس شخص کو کہ جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُس شخص کو کہ جو علیؑ کو دشمن رکھے روایت کیا ہے
طبرانی نے کبیر میں اور ابوہریرہ اور بارہ شخصوں سے کہ جو صحابہ سے تھے کہ جناب سید المرسلین نے فرمایا کہ
جسکا میں مولیٰ ہوں اُسکے علیؑ بھی مولیٰ ہیں بارالٰہا دوست رکھ اُس شخص کو کہ جو علیؑ کو دوست رکھے
اور دشمن رکھ اُس شخص کو کہ جو علیؑ کو دشمن رکھے روایت کیا ہے اسکو امام احمد نے اپنی مسند میں اور
طبرانی نے کبیر میں اور ضیاء مقدسی نے مختارہ میں اور روایت کیا ہے اس حدیث کو زید بن ارقم
سے اور تیس آدمیوں سے صحابہ سے اور روایت کیا ہے اسکو ابونعیم نے فضائل صحابہ میں سعد بن
ابی وقاص سے اور روایت کیا ہے اسکو خطیب نے متفق و مفترق میں انس سے اور عمرو بن مرہ سے

کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جسکا میں مولا ہوں اُسکے علیؑ بھی مولا ہیں
بار الہا دوست رکھ اُس شخص کو کہ جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُس شخص کو جو دشمن رکھے
علیؑ کو اور نصرت کر اُس شخص کی کہ جو علیؑ کی نصرت کرے اور اعانت کر اُس شخص کی کہ جو علیؑ کی
اعانت کرے روایت کیا ہے اسکو طبرانی نے کبیر میں اور باقی جو دو روایتیں ہیں اُسکے بھی یہی معنی
ہیں اور ابراہیم بن محمد بن المویدبن عبداللہ بن علی بن محمد بن حمویہ نے فرائد السمطین فی فضائل
المرتضےٰ والبتول والسبطین میں علیؑ ما نقل ساتھ اپنی اسناد کے نقل کیا ہے عن مهاجر بن
مسمار قال اخبرتنی عائشة بنت سعد عن سعد انه قال كنا مع رسول الله صلے الله
علیه وسلم بطريق مكة وهو متوجه اليها فلما بلغ غدیر خم الذی بخم وقف الناس ثم
رد من مضى ولحقه من تخلف منهم فلما اجتمع الناس قال ایها الناس هل بلغت
قالوا بلى قال اللهم اشهد قال يها الناس هل بلغت قالوا بلى قال اللهم اشهد ثلثا
ایها الناس من وليكم قالوا الله ورسوله ثلثا ثم اخذ بید علی بن ابی طالبؑ ثم
قال من كان الله ورسوله وليه فان هذا وليه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه
محصل ترجمہ اسکا یہ ہوا کہ پہلے حضرتؐ نے اپنی تبلیغ رسالت کی گواہی دلوادی لوگوں سے اور بعد اُسکے
فرمایا کہ تمہارا اولی الامر کون ہے لوگوں نے عرض کی کہ خدا اور رسول پھر حضرتؐ نے فرمایا کہ خداوند جسکا
ولی میں ہوں اُسکے جناب امیر علیہ السلام بھی ولی ہیں واضح ہو کہ اس روایت میں حصر پیدا
ہوتا ہے ولایت کا خدا و رسول میں پس ضرور ہوا کہ ولایت سے مراد ولی امر ہو اس واسطے کہ اگر بمعنی محب ہو
تو حصر ولایت کا خدا و رسول میں نہ رہیگا بلکہ اور بھی شریک ہو جاوینگے اس ولایت بالمعنی الاخص
المذکور میں اور جبکہ ولایت خدا و رسول کی بمعنی اولیٰ بالتصرف کے ہوئی تو ضرور ہے کہ وہی ولایت جناب
امیر علیہ السلام کو بھی ہو کیونکہ جناب امیر علیہ السلام کی ولایت تو متفرع ہی ولایت پر خدا و رسول کی
کما لا يخفى فتذکر اور احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں لکھا ہے حدثنا عبد الله حدثنی ابی حدثنا
اسود بن عامر انبانا ابو اسرائیل عن الحکم عن ابی سلیمان عن زید بن ارقم قال استشهد

على الناس فقال انشد الله رجلا سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول اللهم من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه قال فقام ستة عشر رجلا فشهدوا

اور انہیں امام اہلسنت نے اپنی سند میں لکھا ہے کہ حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا حسين بن محمد وابو نعيم قالا ثنا فطر عن ابي الطفيل قال جمع علي الناس في الرحبة ثم قال لهم انشد الله كل امرئ سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم غدير خم ما سمع لما قام فقام ثلثون من الناس قال ابو نعيم فقام ناس كثير فشهدوا حين اخذ بيده فقال اتعلمون اني اولى بالمؤمنين من انفسهم قالوا نعم يا رسول الله قال من كنت مولاه فهذا علي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه قال فخرجت وكان في نفسي شئ فلقيت زيد بن ارقم فقلت له اني سمعت عليا رضي الله عنه يقول كذا وكذا قال فما تنكر قد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ذلك محصل ترجمۂ روایت

اوّل کا یہ ہے کہ زید بن ارقم سے منقول ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے طلب شہادت کی پس فرمایا کہ قسم دیتا ہوں خدا کی اُس شخص کو کہ جسنے سُنا ہو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے کہ بارالٰہا جسکا میں مولیٰ ہوں اُسکے علیؑ بھی مولیٰ ہیں بارالٰہا دوست رکھ اُس شخص کو کہ جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُس شخص کو کہ جو علیؑ کو دشمن رکھے زید کہتے ہیں کہ کھڑے ہو گئے سولہ آدمی پس اُنہوں نے گواہی دی اس امر کی اور دوسری روایت کا بھی محصل یہی ہے لیکن اُسمیں اتنا بڑھا ہوا ہے کہ تیس آدمی کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے گواہی دی اس امر کی اور ابو نعیم کہتے ہیں کہ بہت سے آدمی کھڑے ہوگئے اور اُنہوں نے گواہی دی اس امر کی پس نکلا میں اور میرے دل میں ایک بات تھی پس ملاقات کی میں نے زید بن ارقم سے پس کہا میں نے کہ سُنا میں نے جناب امیرؑ کو اسطرح کہتے ہوئے پس کہا زید بن ارقم نے کہ انکار نکر تحقیق کہ سُنا میں نے حضرت کو کہتے ہوئے اُنکی شان میں اسطرح اور احمد مذکور نے اپنی مسند میں لکھا ہے حدثنا عبد الله حدثني ابي حدثنا الفضل بن دكين ثنا ابن عيينة عن الحكم وسعيد بن جبير عن ابن عباس عن بريدة قال غزوت مع علي

بالیمن فرایت منہ جفوۃ فلما قدمت علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ذکرت علیا فتنقصتہ فرایت وجہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تتغیر فقال یا بریدۃ الست اولی بالمؤمنین من انفسہم قلت بلی یارسول اللہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ

محصل ترجمہ اسکا یہ ہے کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ نے اور اُن سے بیان کیا اُنکے باپ نے یہانتک کہ یہ سلسلہ منتہی ہوا ہے ابن عباس تک اور اُنھوں نے روایت کی ہے بریدہ سے کہ وہ کہتے ہیں کہ جنگ کی میں نے ہمراہ جناب امیر علیہ السلام کے یمن میں پس دیکھی میں نے اُن سے ایک جفا پس جبکہ میں حاضر ہوا خدمت میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو ذکر کیا میں نے حضرت امیرؑ کا پس تنقیص کی میں نے اُنکی پس دیکھا میں نے کہ چہرہ حضرت کا متغیر ہوگیا اور فرمایا کہ آیا نہیں ہوں میں اولے ساتھ مومنین کے اُنکے نفسوں سے پس میں نے عرض کی کہ ہاں یارسول اللہ پس فرمایا حضرت نے کہ جسکا میں مولا ہوں اُسکے علی بھی مولا ہیں تنبیہ اولویت حضرت پر اولویت ہی متفرع ہوگی نہ اور کوئی معنی پس اگر مولا کے اور کوئی معنی لئے جاوینگے سوائے اولی بالامر کے تو تفریع لغو ہو جائیگی اور مفرع علیہ میں تناسب باقی نہ رہیگا اور کلام حد فصاحت و بلاغت سے خارج ہو جاویگا اور یہ بھی واضح رہے کہ ابونعیم فضل بن رکین شیخ بخاری اور علمائے عظام اور محدثین فخام اور اساتذہ ذوی الاحترام اور کبرائے کرام سے ہیں اور رجیہ جلال و علم و کمال و علو شان و رفعت مکان انکا مسلم علمائے اعیان ہے اور مناقب میں احمد بن حنبل علی ما نقل عنہ کے مذکور ہے حدثنا الفضل بن دکین قال حدثنا ابن ابی عیینۃ عن الحکم عن سعید بن جبیر عن ابن عباس عن بریدۃ قال غزوت مع علی بالیمن فرایت منہ جفوۃ فلما قدمت علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ذکرت علیا فتنقصتہ فرایت وجہ رسول اللہ صلعم تغیر فقال یا بریدۃ الست اولی بالمومنین من انفسہم قلت بلی یارسول اللہ فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور ترجمہ اس عبارت کا سابق میں گذرا کیونکہ یہی عبارت بعینہ مسند احمد میں مذکور ہے وقد ذکرتہ انفا فلیتذکر اور مسند احمد بن

خلیل میں مسطور ہے حدثنا عبداللہ قال حدثنی ابی قال حدثنا علی بن حکیم الاودی قال اخبرنا شریک عن ابی اسحٰق عن سعید بن وھب وعن زید بن یثیع قال نشد علی الناس فی الرحبة من سمع رسول اللہ صلعم یقول یوم غدیر خم الاقام فقام من قبل سعید ستة ومن قبل زید ستة فشھد وانھم سمعوا رسول اللہ صلعم یقول لعلی یوم غدیر خم الیس اللہ اولی بالمؤمنین قالوا بلی قال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

یعنے بیان کیا عبداللہ نے کہ روایت کی ہے مجھ سے میرے باپ نے وہ کہتے ہیں کہ روایت کی مجھ سے علی بن حکیم اودے نے اور وہ کہتے ہیں کہ روایت کی مجھ سے شریک نے اسحاق سے اور انہوں نے سعید بن وہب سے اور زید بن یثیع سے کہ کہا کہ قسم دلوائی جناب امیر علیہ السلام نے لوگوں کو رحبہ میں کہ جسنے سنا ہو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بروز غدیر خم جبکہ کھڑے ہوئے سعید کے طرف کے چھ آدمی اور زید کی طرف کے چھ آدمی پس سب نے گواہی دی کہ بتحقیق کہ سنا ہمنے جناب رسالتمآب کو کہتے ہوئے بروز غدیر خم کہ آیا نہیں ہے خدا اولے ساتھ مومنین کے سب نے عرض کی ہاں یارسول اللہ پس فرمایا حضرت نے کہ بارالہا جسکا میں مولیٰ ہوں اسکے علی بھی مولیٰ ہیں خداوندا دوست رکھ اس شخص کو کہ جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اس شخص کو کہ جو علی کو دشمن رکھے یہ روایت کیا ہے اسکو طبرانی نے ابن عمر سے اور ابن ابی شیبہ نے ابوہریرہ سے اور بارہ[۱۲] صحابہ سے اور احمد بن حنبل نے اپنی سند میں اور طبرانی نے معجم کبیر میں اور سعید بن منصور نے سنن میں ابوایوب سے اور ایک جماعت صحابہ سے اور حاکم نے مستدرک میں علی اور طلحہ سے اور سعید بن منصور نے علی سے اور زید بن ارقم سے اور تیس[۳۰] صحابی سے اور ابونعیم نے فضائل صحابہ میں سعد خطیب سے اور سعد نے انس سے اور تاریخ ابن کثیر میں مسطور ہے قال ابو یعلی وعبداللہ بن احمد فی مسند ابیہ ثنا القواریری ثنا یونس ابن ارقم ثنا یزید بن ابی زیاد عن عبدالرحمن بن ابی لیلی قال شھدت علیا فی الرحبة یناشد الناس انشد اللہ من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ لما قام فشھد

قال عبد الرحمن فقام اثنی عشر بدریا کانی انظر الی احدھم علیہ سراویل قالوا نشھد انا سمعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یوم غدیر خم الست اولی بالمؤمنین من انفسھم وازواجی امھاتھم قلنا بلی یارسول اللہ قال فمن کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ اور مسند احمد بن حنبل میں مسطور ہے حدثنا عبد اللہ قال حدثنی عبد اللہ بن عمر القواریری حدثنا یونس بن ارقم قال ثنا یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ قال شھدت علیا فی الرحبۃ ینشد الناس انشد اللہ من سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ لما قام قال عبد الرحمن فقام اثنا عشر بدریا کانی انظر الی احدھم فقالوا نشھد انا سمعنا رسول اللہ صلعم یقول یوم غدیر خم الست اولی بالمؤمنین من انفسھم وازواجی امھاتھم فقلنا بلی یارسول اللہ قال فمن کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

محصّل ترجمہ ان دونو روایتوں کا یہ ہے کہ عبد الرحمٰن ابن ابی لیلیٰ نے روایت کی ہے کہ دیکھا مَیں نے جناب امیر علیہ السلام کو رحبہ میں کہ حضرت قسم دیتے تھے لوگوں کو کہ جس شخص نے سنا ہو جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو کہتے ہوئے بروز غدیر خم کہ جسکا مَیں مولیٰ ہوں اُسکے علی بھی مولا ہیں جبکہ حضرت کھڑے ہوئے عبد الرحمٰن کہتے ہیں کہ پس کھڑے ہو گئے بارہ آدمی بدری اور اُنہوں نے گواہی دی کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو ہم نے سنا کہتے ہوئے بروز غدیر خم کہ حضرت نے فرمایا کہ آیا نہیں ہوں میں اولےٰ ساتھ مومنین کے اُنکے نفسوں سے اور میری ازواج اُنکی اُمّہات ہیں ہم سب نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ پس فرمایا حضرت نے کہ جسکا میں مولیٰ ہوں اُسکے علیؑ بھی مولیٰ ہیں بار الٰہا دوست رکھ اُس شخص کو کہ جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُس شخص کو کہ جو علیؑ کو دشمن رکھے واضح رہے کہ یہ روایت عبد اللہ بن عمر قواریری کی اور یہ بڑے جلیل المنزلت اور عالی مرتبت ہیں اور علوشان اور سمو مکان انکا ظاہر و آشکار کالشمس فی رابعۃ النہار ہے اور یہ شیخ بخاری اور مسلم اور ابوداؤد کے ہیں اور کتاب کنز العمال میں ملا علی متقی نے لکھا ہے عن علی ان النبی صلعم اخذ بیدہ یوم غدیر خم فقال اللھم من کنت

مولاہ فعلی مولاہ فزاد الناس بعدہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ یعنے روایت کیا ہے علیؑ سے کہ نبیؐ نے
دستِ مبارک جناب امیر علیہ السلام کا اپنے دست حق پرست میں لیا بروز غدیر خم اور فرمایا کہ حضور انور
جسکا مَیں مولا ہوں اُسکے علیؑ بھی مولا ہیں اور زیادہ کیا ہے لوگوں نے بعد اسکے اللھم وال من والاہ
وعاد من عاداہ اور خصائص نسائی میں لکھا ہے کہ اخبرنی ھٰرون بن عبد اللہ البغدادی الحمال
قال حدثنا مصعب بن المقدام قال حدثنا فطر بن خلیفۃ عن ابی الطفیل ح اخبرنا ابو داؤد قال
حدثنا محمد بن سلیمان قال حدثنا فطر عن ابی الطفیل عامر بن واثلہ قال جمع علی الناس فی
الرحبۃ فقال انشد باللہ کل امرئ سمع من رسول اللہ صلعم قال یوم غدیر خم الستم تعلمون
انی اولی بالمؤمنین من انفسھم وھو قائم ثم اخذ بید علیؑ فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال
من والاہ وعاد من عاداہ قال ابو الطفیل فخرجت وفی نفسی منہ شیٔ فلقیت زید بن ارقم واخبرتہ فقال ما انشک انا
سمعتہ من رسول اللہ صلعم واللفظ لابی داؤد اور خصائص نسائی میں مرقوم ہے انبانا محمد بن المثنی
قال ثنا شعبۃ عن ابی اسحٰق قال سمعت سعید بن وھب قال قام خمسۃ او ستۃ من اصحاب
النبیؐ فشھدوا ان رسول اللہ صلعم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنے خبر دی ہمکو ہارون بن
عبد اللہ البغدادی الحمال اُنہوں نے کہا کہ حدیث بیان کی ہمسے مصعب بن مقدام نے اُنہوں نے کہا کہ بیان
کیا ہم سے فطر بن خلیفہ نے ابو طفیل سے اور خبر دی ہمکو ابو داؤد نے محمد بن سلیمان اُنہوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو
فطر نے ابو طفیل عامر بن واثلہ سے کہ کہا اُنہوں نے کہ جمع کیا جناب امیر علیہ السلام نے لوگوں کو رحبہ میں پس کہا کہ
قسم دلواتا ہوں میں خدا کی ہر اُس شخص کو کہ جسنے سنا ہو جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو
بروز غدیر خم کہتے ہوئے کہ آیا نہیں ہوں میں اولیٰ ساتھ مومنین کے اُنکے نفسوں سے درآنحالیکہ وہ جناب
کھڑے ہوئے تھے بعد اُسکے ہاتھ جناب امیر علیہ السلام کا پکڑکے فرمایا کہ جسکا مَیں مولا ہوں اُسکے
علیؑ بھی مولا ہیں بار الٰہا دوست رکھ اُس شخص کو کہ جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُس
شخص کو کہ جو علیؑ کو دشمن رکھے ابو طفیل کہتا ہے کہ پس میں نکلا اور اُسکے نفس میں ایک شے تھی
پس ملاقات کی میں نے زید بن ارقم سے اور اِس حال کی خبر دی میں نے اُنکو پس کہا زید بن ارقم نے

کہ شک نہ کر اس بارہ میں پس تحقیق کہ میں نے سنا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کہتے ہوئے
یہی اور دوسری روایت کا ترجمہ یہ ہے کہ خبر دی ہمکو محمد بن مثنی نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا ہم سے شعبہ نے
ابو اسحاق سے کہ کہا ابو اسحاق نے کہ سنا میں نے سعید بن وہب کو کہ کہا سعید نے کہ کھڑے ہو گئے پانچ
یا چھ آدمی اصحاب جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پس سب نے گواہی دی کہ سنا ہم نے جناب
جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کہتے ہوئے کہ جسکا میں مولیٰ ہوں اسکے علی بھی مولیٰ ہیں اور
روایت علی بن شہاب الدین ہمدانی کی پس کتاب مودۃ القربےٰ میں لکھا ہے عن ابی عبد اللہ
الشیبانی قال بینما انا جالس عند زید بن ارقم فی مجلس الارقم اذ جاء رجل فقال ایکم
زید بن ارقم فقال لقوم هذا زید فقال انا انشدك بالذی لا اله الا هو سمعت رسول اللہ
صلعم یقول من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه قال نعم وعن ابی هریرة
قال من صام یوم الثامن عشر من ذی الحجة کان له کصیام ستین شهرا وهو الیوم الذی اخذ
فیه رسول اللہ صلعم بید علی فی غدیر خم فقال علیه الصلوة والسلام من کنت مولاه فعلی مولاه
اللهم وال من والاه وعاد من عاداه واخذل من خذله وعن الامام الباقر عن ابائه علیهم السلام
مثل ذلك بل یروی عن کثیر من الصحابة فی اماکن مختلفة هذا الخبر عن عمر بن الخطاب قال نصب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم علیا علما فقال من کنت مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه واخذل من خذله
وانصر من نصره اللهم انت شهیدی علیهم قال وکان فی جنبی شاب حسن الوجه طیب الریح فقال لی یا عمر
لقد عقد رسول اللہ صلعم عقدا لا یحله الا منافق فاحذر ان تحله قال عمر فقلت یا رسول اللہ انك حیث
قلت فی علی کان فی جنبی شاب حسن الوجه طیب الریح قال کذا وکذا قال نعم یا عمر انه لیس من ولد آدم لکنه جبرئیل اراد ان
یوکد علیکم ما قلته فی علی وعن البراء بن عازب قال اقبلت مع رسول اللہ صلعم فی حجة الوداع فلما کان بغدیر خم نودی الصلوة
جامعة فجلس رسول اللہ صلعم تحت شجرة واخذ بید علی وقال الست اولی بالمؤمنین من انفسهم قالوا بلی یا رسول اللہ
فقال الا من انا مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فلقیه عمر فقال هنیئا لك یا بن ابی طالب اصبحت مولی کل
مؤمن ومؤمنة وفیه نزلت یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالته الایة یعنی منقول ہے

ابو عبداللہ شیبانی سے کہ کہا اُنہوں نے کہ ہم بیٹھے تھے نزدیک زید بن ارقم کے مجلس ارقم میں کہ آیا ایک
شخص پس کہا اُسنے کہ کون ہے زید بن ارقم پس قوم نے کہا کہ یہ ہے زید بن ارقم پس کہا اُس شخص نے
کہ قسم دلواتا ہوں میں تجکو اُسکی کہ جو یکتا ہے کہ سنا تو نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے تھے
کہ جسکا میں مولیٰ ہوں اُسکے علیؑ بھی مولیٰ ہیں بارالہا دوست رکھ اُس شخص کو کہ جو علیؑ کو دوست رکھے
اور دشمن رکھ اُس شخص کو کہ جو علیؑ کو دشمن رکھے کہا زید بن ارقم نے کہ ہاں - اور ابو ہریرہ سے مروی ہے
کہ جو شخص روزہ رکھے اٹھارہویں تاریخ ذالحجہ کو تو یہ ایسا ہے کہ جیسے اُسنے ساٹھ مہینے کے روزہ رکھے
اور یہ دن وہ دن ہے کہ اسی دن جناب رسالتمآب نے جناب ولایتمآب کا ہاتھ پکڑا غدیر خم میں پس فرمایا
کہ جسکا میں مولیٰ ہوں اُسکے علی بھی مولیٰ ہیں خداوندا دوست رکھ اُس شخص کو کہ جو انکو دوست رکھے
اور دشمن رکھ اُس شخص کو کہ جو انکو دشمن رکھے اور مخذول کر اُس شخص کو کہ جو درپے انکے خذلان کا ہو
اور مثل اسکے امام محمد باقر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور اُنکے آبائے کرام علیہم الف الف تحیۃ والسلام سے
منقول ہے بلکہ روایت کی گئی ہے یہ خبر بہت سے صحابہ سے اماکن مختلفہ میں یہ خبر عمر بن خطاب سے یعنے
خلیفہ ثانی اہلسنت سے کہ اُنہوں نے کہا کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ مَیں جسکا مولیٰ ہوں اُسکے علیؑ
بھی مولیٰ ہیں بارالہا دوست رکھ اُس شخص کو کہ جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُس شخص کو کہ
جو علیؑ کو دشمن رکھے اور خداوندا مخذول کر اُس شخص کو جو درپے خذلان ہو انکا اور نصرت کر اُس
شخص کی کہ جو انکی نصرت کرے بارالہا تو میرا گواہ رہنا ان لوگوں پر پس خلیفہ ثانی کہتے ہیں کہ تھا
میرے پہلو میں ایک جوان خوبصورت خوشبو پس کہا اُس نے مجھسے کہ اے عمر تحقیق کہ باندھا ہے آج
حضرت رسولؐ نے ایسا عقد کہ جسکو نہ کھولیگا مگر منافق پس ڈر تو اس بات سے کہ کہیں تو اس عقد کو
کھولے خلیفہ ثانی کہتے ہیں کہ پس میں نے کہا کہ یا رسول اللہ جسوقت کہ آپنے جناب امیر علیہ السلام کی
شان میں کہا پس کھڑا تھا میرے پہلو میں ایک شخص جوان نیک صورت خوشبو اُسنے ایسا ایسا کہا
حضرت نے فرمایا کہ ہاں اے عمر تحقیق کہ وہ نہیں تھے اولاد آدمؑ سے بلکہ وہ جبرئیل تھے اُنہوں نے تاکید کی
اس بات کی کہ جو میں نے علیؑ کی شان میں کہا **واضح** ہو کہ عقد وبیعہ کا محصل اکثر مقامات میں ایک

ہوتا ہے جیسے اللهم انی اجد له فی صحیفة یومی هذا وما عشت فی ایامی عهد عقد او بیعة له فی عنقی
کہ یہاں عقد و بیعت کے معنی ایک ہیں خصوصاً اُن مقامات میں کہ جہاں ذکر بیعت ہوتا ہے خصوصاً
اس قرینہ سے کہ نقد عقد رسول اللہ کہ یہ تجدید عقد پر دلالت کرتا ہے اسواسطے کہ یہ عقد بروز غدیر خم
سندھا تھا اور تجدید عقد ولایت بمعنی محبت کے لغو ہے اسواسطے کہ ولایت بمعنی محبت حضرت کو پہلے ہی سے
حاصل تھی پس اب ضرور ہوا کہ عقد سے مراد بیعت ہو تو اب معنی اسکے یہ ہو نگے حضرت نے تجدید بیعت
ولایت بمعنی اولے بالتصرف میں کے اور یہ صحیح ہے سیما اذا ثبت ان المراد بالمولی هو الاولی بالتصرف
فانه فم الایراد من اصله وظهر ان المراد بالعقد هو البیعة لاغیر پس اس روایت سے کہ جو
خلیفہ ثانی سے مروی ہے صاف ظاہر ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کیواسطے بیعت اُنکی امت سے خلافت
کے لیگئی بروز غدیر خم اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ خلیفہ ثانی نے بیعت جناب امیر علیہ السلام کی کی اور یہ بھی
معلوم ہوا کہ جو بیعت کو توڑے وہ منافق ہے اور خلیفہ ثانی سے حضرت جبرئیل کو خوف تھا نقص بیعت کا
جبھی تو خطاب فاحذران تحله کے ساتھ کیا اور تہدید شدید کی والفضل ما شهدت به الاعداء اور
براوابن عازب والی حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ کہا اُنہوں نے کہ گیا میں ساتھ جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے حجۃ الوداع میں پس جبکہ مقیم ہوئے ہم سب غدیر خم میں تو ندادی گئی ہمارے درمیان میں کہ
الصلوة جامعة اور بیٹھے حضرت ایک درخت کے نیچے اور ہاتھ جناب امیر علیہ السلام کا پکڑا اور فرمایا کہ
آیا میں نہیں ہوں اولے ساتھ مومنین کے اُنکے نفسوں سے سب نے عرض کی کہ ہاں یارسول اللہ پس فرمایا
کہ آگاہ ہو کہ جسکا میں مولیٰ ہوں اُسکے علی علیہ السلام بھی مولیٰ ہیں بارالہا دوست رکھ اُس شخص کو کہ
جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُس شخص کو کہ جو علی کو دشمن رکھے پس ملاقات کی جناب امیر علیہ السلام
سے خلیفہ ثانی اہلسنت نے اور عرض کی حضرت کی خدمت میں کہ مبارک ہو آپکو اے علی تحقیق کہ صبح کی اپنی
درانحالیکہ آپ مولیٰ ہیں ہر مومن و مومنہ کے اور اُس روز نازل ہوئی یہ آیت یا ایها الرسول بلغ ما
انزل الیك من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالته واضح ہو کہ اس روایت سے یہ صاف ظاہر
اور ظاہر آیت سے یہی کہ حق تعالے کو بڑا اہتمام منظور تھا اس امر میں بہاشک اپنے نبی سے خطاب فرمایا

اے نبی ہمارے اگر تم اس امر خاص کی تبلیغ نہ کروگے تو تم نے ایسا کیا کہ تم نے تبلیغ رسالت ہی نہ کی اور ہمارے حق واجب کو ادا نہ کیا اور اپنے نبیؐ پر اس تبلیغ کو واجب کر دیا اسی واسطے خطاب کیا بلّغ کے ساتھ کہ یہ صیغہ امر ہے مفید وجوب ہے کما ھو ثابت فی محلہ پس اس سبب سے یہ معلوم ہوا کہ مراد کلام رسولؐ میں مولیٰ سے اولےٰ بالتصرف ہے اسواسطے کہ حضرتؐ نے اُس امر کی تبلیغ کی کہ جو خدا نے ارشاد فرمایا پس ضرور ہے کہ حق تعالےٰ نے یہی فرمایا تھا کہ جو حضرت نے کہا یعنے من کنت مولاہ فعلی مولاہ پس اگر مولےٰ سے محب کو لیا جاوے تو یہ کوئی ایسا امر عظیم نہ تھا کہ جسکے بارے میں ایسا خطاب حتمی ہوتا اور نہ اسکی کوئی ضرورت تبلیغ کی تھی کہ حضرت امیرؑ کو تو ولایت بمعنی محبت پہلے ہی سے حاصل تھی پس حق تعالےٰ کا ایسا خطاب حتمی کرنا اپنے نبیؐ سے اور کہنا کہ تم اس امر کی تبلیغ کرو کہ جو پہلے سے حاصل ہے ورنہ تم نے ایسا کیا کہ تم نے تبلیغ رسالت ہی نہ کی یہ فعل تحو ہوتا بلکہ ایسا کہنا کام سفیہ کا ہے نہ حکیم کا اور حق تعالےٰ الحکیم علی الاطلاق ہے پس ضرور ہے کہ معنی مولےٰ کے کہ جو کلام میں حضرتؐ کے وارد ہے اولی بالتصرف کے لینا چاہئے بلکہ یہی ہے اور نزول آیۂ وافی ہدایہ مذکورہ شان حضرتؑ میں بروایات متعدد متواترہ ثابت ہے لیکن چونکہ بحث اُس سے ضمناً ہے لہذا ایک روایت ابو سالم محمد بن طلحہ بن محمد القرشی النصیبی الشافعی پر اکتفا کیجاتی ہے پس واضح ہو کہ کتاب مطالب السؤل فی مناقب آل رسول میں لکھا ہے بعد ذکر حدیث غدیر کے ترمذی وغیرہ سے کہ زیادہ تقریر نقل الامام ابو الحسن علی الواحدی فی کتاب المسمّی باسباب النزول یرفعہ بسندہ الیٰ ابی سعید الخدریؓ قال انزلت ھذہ الآیۃ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیہ یوم غدیر خم فی علی بن ابی طالب یعنی یہ آیۂ وافی ہدایہ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ کہ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ اے رسول پہنچا دو اُس چیز کو کہ جسکو ہم نے نازل کیا ہے تم پر اور اگر اس حکم کو ہمارے بجا نہ لاؤگے تو تم نے ایسا کیا کہ تبلیغ رسالت کہ جسکے واسطے تم مامور ہو وہی تم بجا نہ لائے یہ آیہ شان میں جناب امیر علیہ السلام کی نازل ہوا بروز غدیر خم اور تتبع روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس آیۃ میں تحریف واقع ہوئی اور مراد تحریف سے یہاں یہ ہے کہ اسمیں سے کچھ گھٹا دیا گیا یعنے درحقیقت یہ آیۃ اس طور پر نازل

ہوئی تھی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المؤمنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ یعنے اے رسول پہنچا دو ہمارے حکم کو لوگوں تک کہ علیؑ بتحقیق مولی ہیں کل مومنین کے اور اگر نہ کروگے تم ایسا تو تم نے تبلیغ رسالت ہی نہیں کی چنانچہ مرزا محمد بن معتمد خاں بدخشی نے جنکی مدح و توثیق مفتی رشید الدین خاں صاحب نے ایضاح لطافۃ المقال میں اور اور صاحبان علم وکمال نے اہلسنت کی جابجا کی ہے مفتاح النجاح میں لکھتے ہیں واخرج ابن مردویہ عن زر عن عبد اللہ رضؓ قال کنا نقرء علی عہد رسول اللہ صلعم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المؤمنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ یعنے حافظ ابن مردویہ نے زر سے روایت کی ہے اور انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ ابن مسعود نے کہا کہ ہم عہد کرامت مہد حضرت رسالت پناہ میں آیہ یا ایہا الرسول اللہ بلغ الخ کو اس طرح پڑھتے تھے کہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ یعنے اے رسول ہمارے یہ پہنچا دو امت تک کہ علیؑ مولے اور آقا ہیں ہر مومن کے اور اگر نہ کروگے تم ایسا تو تم نے تبلیغ رسالت نہیں کی اور مثل اسکے بکثرت روایات اہلسنت کے علماء اور محدثین ثقاۃ مثل حافظ جلال الدین سیوطی کہ مجد وجلال و علم وکمال وقدر ومنزلت محتاج بیان نہیں ہے اور شہاب الدین احمد کہ یہ بھی اکابر علمائے اہلسنت سے ہیں اور مثل انکے اسی طرح پر وارد ہیں۔ کہ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لفظ انّ علیاً مولی المومنین اس آیۃ میں خدا کیطرف سے نازل ہوئی لیکن بندوں نے اسکو نکال ڈالا اور اس مضمون کو ہم تصریح اپنے رسالہ صفاح العقیان فی تبیان تحریف القرآن میں لکھ چکے ہیں پس جسکو زیادہ اطلاع منظور ہو اس مضمون کی روایات پر تو وہ اس رسالہ کیطرف رجوع کرے الغرض اس سبب سے تو ضرور بالقطع والجزم یہ ثابت ہوگیا کہ حق تعالے نے مولی حضرت امیرؑ کو باین اہتمام مومنینؑ کا قرار دیا پس ضرور یہ بھی ثابت ہوگیا حتماً کہ مولی سے مراد اولیٰ بالتصرف ہے والا سفاہت لازم آویگی کما مر انفا فلیتذکر اور اس سبب سے یہ لائح ہوا کہ ولایت حضرت امیرؑ جزو اعظم ایمان کا ہے اور اسی کی تاکید جبرئیلؑ نے بھی کی تھی اور جو شخص کہ جزو ایمان نہ سمجھے وہ مومن نہیں ہے، اور جبکہ حضرت امیرؑ کو جناب رسالتماب

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سامنے ولی امر سب آدمیوں کا کیا پس وہی بعد وفات پیغمبر خدا بھی ولی امر ہم سب کے بلکہ کل آدمیوں کے ہیں کیونکہ کوئی ناسخ اس حکم کا آیتہً احادیث سے وارد نہیں ہوا پس وہی خلیفہ بلافصل جناب رسالتمآب کے ہیں اور ہم سب کے ولی امر ہیں اور روایت کی ہے امام جلیل القدر اہلسنت احمد بن حنبل نے اپنی سند میں براء بن عازب سے قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فنزلنا بغدیر خم فنودی فینا الصلوۃ جامعۃ وکسح لرسول اللہ صلعم تحت شجرتین فصلی الظہر واخذ بید فقال الستم تعلمون انی اولی بالمؤمنین من انفسہم قالوا بلی قال الستم تعلمون انی اولی بکل مومن من نفسہ قالوا بلی قال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بن الخطاب فقال لہ ھنیاً لک یا بن ابی طالب اصبحت وامسیت مولی کل مؤمن ومؤمنۃ کہا براء بن عازب نے کہ تھے ہم ایک سفر میں ساتھ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس اترے ہم سب غدیر خم میں پس ندا دی گئی ہمارے درمیان میں کہ الصلوۃ جامعۃ اور صاف کی گئی واسطے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے زمین نیچے دو درختوں کے پس حضرت نے نماز پڑھی ظہر کی اور ہاتھ جناب امیر علیہ الصلوات والسلام کا پکڑا اور فرمایا کہ آیا تم نہیں جانتے ہو کہ میں اولی ساتھ مومنین کے نفسوں سے انکے ہوں اُن سب نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا کہ آیا نہیں ہوں میں اولی ساتھ ہر مومن کے اُس کے نفس سے سب نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ پس حضرت نے فرمایا کہ بارالہا جسکا میں مولی ہوں اُس کے علی صلوات اللہ علیہ بھی مولے اور آقا ہیں بارالہا دوست رکھ اُس شخص کو کہ جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اُس شخص کو کہ جو علی کو دشمن رکھے پس ملاقات کی عمر بن خطاب نے بعد اسکے اور کہا کہ مبارک ہو آپکو اے علی علیہ السلام کہ صبح کی اور شام کی آپنے در آنحالیکہ آپ مولی ہیں ہر مومن و مومنہ کے اور موفق ابن احمد معروف با خطیب خوارزم نے کتاب مناقب میں کہا کہ اخبرنا العلامۃ فخر خوارزم ابوالقاسم محمود بن عمر الزمخشری الخوارزمی قال اخبرنا الامین ابوالحسن علی بن مرذنۃ الرازی قال اخبرنا الحافظ ابو سعید اسمعیل بن علی بن الحسین

السمان قال اخبرنا ابو طالب محمد بن حسین قرشی ابن الصباغ بالکوفة
بقراءتی علیه حدثنا الحسن بن محمد السکونی قال حدثنا الحضرمی قال
حدثنا محمد بن سعید المحاربی قال حدثنا حسین الاشقر عن قیس عن عمار الدهنی عن
سالم قال قیل لعمر انک تضع بعلی شیئا لا تضعه باحد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انہ مولای
یعنے خبر دی ہمکو علامہ فخر خوارزم ابو القاسم محمود بن عمر زمخشری خوارزمی نے کہا خبر دی مجکو امین ابو الحسن
علی بن مروک رازی نے کہا خبر دی مجکو حافظ ابو سعید اسمعیل بن علی بن حسین سمان نے اُنہوں نے کہا
خبر دی مجکو ابو طالب محمد بن حسین قرشی بن صباغ نے کوفہ میں اور یہ بڑے معتمد ہیں بیان کیا
حسن بن محمد سکونے کہا بیان کیا حضرمی نے کہا بیان کیا محمد بن سعید محاربی نے کہا بیان کیا
حسین اشقر نے قیس سے اور اُنہوں نے عمار دھنی سے اور اُنہوں نے سالم سے کہ کہا سالم نے کہ کہا گیا
واسطے عمر کے کہ دیکھتے ہیں ہم تجکو کہ تو وہ بات کرتا ہے ساتھ علیؑ کے کہ نہیں کرتا ہے ویسا ساتھ
کسی صحابی کے اصحاب نبیؐ سے کہا عمر نے کہ وہ یعنی جناب امیرؑ میرے مولے ہیں - اور ابن حجر مکی نے
صواعق میں کہا ہے واخرج ایضا ای الدارقطنی انہ قیل لعمر انک تضع بعلی شیئا ما تفعلہ
ببقیة الصحابة فقال انہ مولای اور شمس الدین محمد المدعو بعبد الرؤف المناوی نے
فیض التقدیر میں کہا ہے واخرج ایضا ای الدارقطنی قیل لعمر انک تضع بعلی شیئا لا
تضعہ باحد من الصحابة قال انہ مولای اور ترجمہ ان دونوں روایتوں کا ایک ہے یعنی دارقطنی نے
روایت کی کہ کہا گیا واسطے عمر کے کہ تحقیق تم علیؑ کے ساتھ کرتے ہو وہ امر کہ کسی صحابہ کے ساتھ نہیں کرتے
ہو پس کہا عمر نے کہ وہ مولا میرے ہیں - واخرج ای الدارقطنی ایضا عن سالم بن ابی جعد
قال قیل لعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انک تضع بعلی شیئا لا تضعہ باحد
من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انہ مولای اور محمد صدر عالم نے
کتاب معارج العلی فی مناقب المرتضی میں کہا ہے کہ اخرج الدارقطنی انہ قیل لعمر انک تضع
بعلی شیئا لا تضعہ باحد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انہ مولای اور

احمد بن عبد القادر عجیلی حنفی نے کتاب ذخیرۃ المال فی شرح عقد جواہر اللآل میں کہا ہے قیل لعمر انک تصنع بعلی شیئاً ما تفعله ببقیة الصحابة فقال انه مولای اور موفق ابن احمد معروف باخطب خوارزم نے مناقب علی علیہ السلام بعد ذکر اس حدیث کے کہا ہے وبهذا الاسناد عن ابی سعد ثنا قال اخبرنا طاهر بن محمد بن سمعان الجوالقی بعسکر مکرم بقراءتی علیه قال حدثنا ابو طاهر عبد الرحمن بن عبد الوارث بن ابراهیم العسکری قال حدثنی ابی قال حدثنا عمر قال حدثنا ابراهیم بن محمد بن اسمعیل الزبیدی عن ابراهیم بن حیان عن ابی جعفر قال جاء اعرابیان الی عمر یختصمان فقال عمر یا ابا الحسن اقض بینهما فقضی علی علی احدهما فقال المقضی علیه یا امیر المؤمنین هذا یقضی بیننا فوثب الیه عمر واخذ بتلبیبه ثم قال ویحک ما تدری من هذا هذا مولای ومولی کل مؤمن ومؤمنة ومن لم یکن مولاه فلیس بمؤمن اور کتاب ریاض النضرۃ میں لکھا ہے وعن عمر وقد جاءه اعرابیان یختصمان فقال لعلی اقض بینهما یا ابا الحسن ع فقضی علی بینهما فقال احدهما للآخر هذا یقضی بیننا فوثب الیه عمر رض واخذ بتلبیبه وقال ویحک ما تدری من هذا هذا مولای ومولی کل مؤمن ومؤمنة ومن لم یکن علی مولاه فلیس بمؤمن اخرجه ابن السمان فی الموافقة اور شیخ احمد بن فضل نے وسیلۃ المآل میں کہا ہے وعن عمر بن الخطاب رضی الله عنه وقد جاءه اعرابیان یختصمان فقال لعلی کرم الله وجهه اقض بینهما یا ابا الحسن فقضی علی رضی الله عنه بینهما فقال احدهما للآخر کالمستهزئ هذا یقضی بیننا فوثب الیه عمر واخذ بتلبیبه وقال ویحک ما تدری من هذا هذا مولای ومولی کل مؤمن ومؤمنة ومن لم یکن مولاه فلیس بمؤمن اخرجه ابن السمان فی کتاب الموافقة محصل ترجمہ ان روایات کا یہ ہے کہ خلیفہ ثانی کے عہد میں دو اعرابی باہم دگر نزاع کرتے ہوئے آئے پس انہوں نے جناب امیر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ اے امیر المومنین آپ فیصلہ انکا کر دیجئے پس حضرت نے فیصلہ فرمایا پس ایک نے دوسرے سے ازراہ استہزا کے کہا کہ یہ ہمارے درمیان میں فیصلہ کرینگے پس خلیفہ ثانی اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے اعرابی تو جانتا ہے

کہ یہ کون ہیں یہ میرے مولے اور ہر مومن و مومنہ کے ہیں اور اسی روایت کو اسی طرح محمد اسمعیل بن صلاح نے
روضہ ندیہ شرح تحفہ علویہ میں نقلاً عن المحب الطبرانی لکھا ہے اور احمد بن عبد القادر عجیلی نے کتاب ذخیرۃ المآل
فی شرح عقد الجواہر اللآل میں لکھا ہے اور یہ دونو بڑے باکمال شخص اور بڑے جلیل الشان محدث ہیں
واضح ہو کہ اس روایت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مولی بمعنے اولی بالتصرف والخلافتہ ہے کیونکہ ان دونو
اعرابیوں نے انکار کیا قضاء حضرت امیر علیہ السلام سے پس کہنا خلیفہ ثانی کا کہ یہ میرے مولی ہیں دلیل صحیح
اسکی ہے کہ مولی سے مراد اولے بالتصرف ہے اسواسطے کہ اگر مولے کے معنی محب کے ہوں تو یہ کہہ سکتے تھے
وہ اعرابی کہ آپکا دوست ہونا مستلزم اسکو نہیں ہے کہ ہمارے بھی دوست ہوں پس اُس وقت
خلیفہ ثانی کو اہلسنت کے سوائے سکوت کے اور کچھ بن نہ پڑتا اور چونکہ خلیفہ ثانی نہایت عقلمند تھے اور
اسی سبب سے خلافت رسول کو اُنہوں نے لیلیا تو اُن سے ایسا کلام سرزد ہونا بے معنی ہے کیونکہ
ایسا کلام تو سفہا کا ہوتا ہے اور یہ بہت بڑی دلیل اسکی ہے کہ مراد کلام حضرت ہی میں مولی سے
اولی بالتصرف ہے کیونکہ اس کلمہ سے سب لوگ یہی سمجھتے تھے جیسا کہ خلیفہ ثانی نے اپنے منہ سے گواہی
دی والفضل ما شہدت بہ الاعداء اور سنن ابن ماجہ میں علی بن محمد بن طنافسی کی روایت اندکور ہے
حدثنا علی بن محمد ثنا ابو معاویۃ ثنا موسی بن مسلم عن ابن سابط وھو عبد الرحمن
عن سعد بن ابی وقاص قال قدم معاویۃ فی بعض حجاتہ فدخل علیہ سعد فذکروا علیا فنال
منہ فغضب سعد و قال تقول ھذا لرجل سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقول
من کنت مولاہ فعلی مولاہ وسمعتہ یقول انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ
لا نبی بعدی وسمعتہ لاعطین الرایۃ الیوم رجلا یحب اللہ و رسولہ یعنی روایت کی ہم سے علی
بن محمد نے اُنہوں نے کہا کہ روایت کی ہم سے ابو معاویہ نے اُنہوں نے کہا کہ روایت کی ہم سے موسی بن مسلم نے
ابن سابط سے اور وہ عبد الرحمن ہے اور اُنہوں نے سعد بن ابی وقاص سے کہ اُنہوں نے کہا کہ گیا معاویہ
بعض حجات میں پس داخل ہوئے سعد پس ذکر کیا لوگوں نے جناب امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کا
پس بُرا کہا حضرت کو معاویہ نے پس سعد غضبناک ہوئے اور کہا کہ کہتا ہے یہ شخص کہ سنا میں نے

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کہتے ہوئے کہ جسکا میں مولا ہوں اسکے علی بھی مولا ہیں اور
سنا ہے نے کہتے ہوئے حضرت کو کہ فرماتے تھے حضرت امیر علیہ السلام کی شان میں کہ تم مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہو
موسئے سے مگر یہ کہ نبی بعد میرے کوئی نہیں ہے اور سنا ہیں نے کہتے ہوئے حضرت کو کہ آج دونگا میں اُس
شخص کو علم کہ جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے واضح ہو کہ اس روایت میں چند امور قابل لحاظ ہیں
اوّل یہ کہ حدیث منزلت صریح اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جسطرح حضرت ہارون خلیفہ حضرت موسےٰ
کے تھے اُسی طرح حضرت امیر علیہ السلام بھی خلیفہ بلا فصل جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ کے ہیں
اور ورود حکم مورد خاص میں مستلزم خصوصیۃ وارد کو نہیں ہے اسواسطے کہ الفاظ حدیث کے مطلق ہیں پس
اگر یہ حدیث واقعہ خاص میں وارد ہوئی ہے لکن حکم اُسکا عام ہے جیسا کہ کتب اصول میں مُمہد ہو چکا
ہے اور اسی واسطے حکم بیر بضاعہ اور شاۃ میمونہ وغیرہ کا عام لیا گیا اگرچہ وہ وارد واقعہ خاص میں ہے
بلکہ تتبع روایات سے اور بنظر انصاف دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے صحابہ رسول ہی سمجھتے تھے
کہ علی صلوات اللہ علیہ خلیفہ بلافصل رسولؐ کے ہیں اور اولیٰ بالامر ہیں ساتھ مومنین کے اور اس
مضمون کو ہم بحمداللہ بطرز احسن سابق میں ثابت کر چکے ہیں اور جو کہ علمائے اہلسنت سمجھتے ہیں وہ
صحابہ رسول نہیں سمجھتے تھے گویا کہ علمائے اہلسنت کو مہارت عربیت میں نہ تھی گویا اسی نظر سے
قرین ذکر موسےٰ ذکر خلافت ہارونی اس حدیث میں ہوا اور دوسرا امر یہ کہ خلافت حضرت ہارون کو
ہمیشہ رہی اور منصوص تھے بنص قرآنی پس خلافت حضرت امیرالمومنین صلوات اللہ علیہ کی بھی
ویسی ہی ہے جیسا کہ استثنا سے معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ عام مختص بہ مبیّن حجۃ ہوتا ہے، باقی ہیں
اور تیسرا امر یہ کہ حضرت ہارون وصی حضرت موسئے کے تھے اور بعد حضرت موسیٰ کے جتنے فرقہ سامری کے
تھے سب حضرت ہارون سے منحرف ہو گئے تھے پس بنابر قواعد اہلسنت کے لازم آتا ہے کہ حضرت ہارون
وصی حضرت موسئے کے نہ قرار پاویں اس لئے کہ غلبہ و استیلاء حضرت ہارون کو حاصل نہیں ہوا
حالانکہ حضرت ہارون کی وصایت کا اقرار اہلسنت کو ہے حتیٰ کہ کوئی بھی منکر نہیں ہے، اور فرقہ سامریہ کو خاطی
سمجھتے ہیں پس یہاں غلبہ و استیلا نہ ہونے سے شبہ ڈالنا خلافت الٰہیہ و آئمہ ہدیٰ علیہم السلام میں سراسر

بیجا ہے پس چاہیئے کہ جسطرح حضرت ہاروں کی خلافت ثابت ہوئی نص سے اور غلبہ و اسلام کو کچھ دخل نہ رہا اُسی طرح سے امامت و خلافت جناب امیر علیہ السّلام کی بھی نص سے ثابت ہوئی اور غلبہ و استیلا کو دخل نہ رہا۔ اور عمل کرنا غلبہ و استیلا پر اس امر میں بے دلیل بلکہ خلاف دلیل عقلی و نقلی ہے اور اگر دخل دیا جاوے ثبوت خلافت میں غلبہ و استیلا کو اور ثبوت پیغمبری میں غلبہ و استیلا کو کہ جو اسباب دنیا سے ہے دخل نہ دیا جاوے تو مزیت فرع کی اصل پر لازم آویگی اسواسطے کہ ثبوت پیغمبری کا اس سے اہم ہے حالانکہ اُسمیں غلبہ و استیلا کو دخل مطلقاً دیا نہیں جاتا اور پیغمبر ہر حال عسر و یسر میں پیغمبر رہتے ہیں کیا جب فتح مکہ ہوئی تب حضرت کو رسالت ہوئی اور جب وہ غار میں بسبب اضطرار پوشیدہ تھے تو جب نبی اور رسول نہ تھے پس اسی طرح سے جناب امیر علیہ السّلام بھی آپکے خلیفہ بلافصل اور جانشین مابعد ہر حال عسر و یسر میں ہیں اور اصل یہ ہے کہ مناط و مدار اصل ذاتی لیاقت علمی پر ہے نہ خالی حکومت اور اعزاز و اکرام پر اسی واسطے انبیاء نے اور ائمہ علیہم السّلام نے ترک دنیا کی اور درپے رہتے تھے امر واقعی کے اور رضائے خدا کے ۔

تمت بالخیر فی شہر ربیع الاوّل ۱۳۰۱ ہجری و نحن نشکر اللہ علی اتمامہ فی ہذا الحال مع کثیرۃ الاشتغال وضیق المجال فی غایۃ الاستعجال بل علی سبیل الارتجال و ما کتبہ من الاستدلالات فہو بلا مراجعۃ الی کتب الاستدلال متوکلاً علی الواہب المتعال والسّلام علی محمد و آلہ خیر آل ما طلع ہلال و لمع آل و انا الاقل الخاطی الاثم العاصی سبط حسین بن جناب سید رمضان علی النقوی الجایسی موطنا اللکھنوی مسکنا فقط

تتمہ کتاب ہات الغدیر من الغدیر

واضح ہو کہ متواتر ہونا اس حدیث کا بطریق احسن بحمد اللہ ثابت ہو گیا اب چند امر قابل لحاظ ہیں اوّل یہ کہ متواتر وہ خبر ہے جسکے راوی اس کثرت سے ہوں کہ جنکا طُرقِ کذب پر بعادہ محال ہو اور وہ حجت ہے بالضرورۃ الحاصل خبر غدیر متواتر ہے اعلیٰ درجہ کی معناً اور لفظاً دونو طرح سے پس ضرور واجب الاتباع ہے اور دوسرا امر یہ کہ احتجاج اہلسنت باطل ہے قطعاً مقابل میں نص و عقل کے پس

بطلان اُس اجماع ہوائی کا مقابلہ میں نص کے پس ظاہر ہے کہ اگر اجماع باطل نہو تو ضرور عدم عمل قول خدا و رسولؐ پر لازم آویگا جہاں کہیں کہ نص صریح موجود ہو ایک حکم کی خصوصاً اس طور کے نص کہ قرآن سے بھی ثابت ہو اور ماثور نبی مختار صلوات اللہ علیہ وعلےٰ آلہ الاطہار تا تتابع اللیل والنہار سے بھی ہو جیسا کہ فیما نحن فیہ میں ہے پس ایسی صورت میں ضرور ہے کہ کوئی متدین اسکو قبول نکریگا کہ عمل کلام خدا و رسول پر نہ کرے اور خدا کی چند مخلوق کی رائے پر اسکے کام کو انجام دے۔ اب رہا مخالفت عقل کے پس یہ واضح ولایح ہے کہ جو اجتماع خلافت خلفاء ثلاثہ اہلسنت پر ہوا وہ ہوائی تھا یعنے ناشی ہوا و ہوس نفسانی سے تھا بسبب طمع مال دنیوی کے اور اعزاز و اکرام فانی کے اسواسطے کہ یہ امر تو مسلم ہے اہلسنت کے یہاں بلکہ عیسائی اور یہود و نصاریٰ بلکہ تمام عالم میں کہ جناب امیر علیہ السلام بہت بڑے حکیم تھے اور صاحب علم و حلم و خلق و مروت و شجاعت تھے کہ اسکا کوئی منکر نہیں ہے چنانچہ کتاب فصول مہمہ میں اور اور کتب اہلسنت میں یہ سب صفات حضرت کے بتفصیل لکھے ہوئے ہیں منجملہ اُن فضائل کے تعریف علم میں حضرت کے لکھا ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ پر از راہ فخر کے فرمایا کرتے تھے کہ اِنَّ اَقضَاکُمْ عَلِیٌّؑ یعنے تم سب میں علی اعلم و افقہ ہیں اور حضرت نے جناب امیر علیہ السلام کو خاصکر کہا تھا اسواسطے کہ حضرت فصل قضایا کیا کرتے تھے اور یہ بھی لکھا ہے کتب اہلسنت میں کہ حضرت نے اپنے علوم جناب امیر علیہ السلام کو تعلیم فرمائے اور شجاعت حضرت کی تو اظہر من الشمس ہے اور ظاہر ہے آپکے غزوات سے مثل جنگ اُحد و بدر و خیبر و خندق اور جمل و صفین و نہروان اور سونا حضرت کا فرش خواب پر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باوجود اسکے کہ بڑے خوف کا محل تھا اور آوان ابتدائے شباب تھا اور ماورا اسکے بہت سے ایسے اُمور ہیں کہ جنسے یہ ظاہر ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام اس حد پر اشجع تھے کہ کفو و نظیر اپنا نہ رکھتے تھے اور زہد و عبادت بھی اس حد پر تھا کہ خارج از حد بیان ہے اور جود داد و اتحاد حضرت کا جناب رسالتمآبؐ سے تھا وہ بھی ظاہر ہے اور ماورا اسکے بہت سے فضائل کہ لا تعد و لا تحصے ہیں مثل وقوع عقد حضرت آسمان پر اور سابق الاسلام ہونا اور پرورش کرنا جناب

رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت کو اور تعلیم علوم ربانی و ہذا الفضائل خصہ اللہ تعالے
بھلا غیر اور یہ بھی ظاہر ہے کہ خلافت بہت بڑا منصب جلیل ہے کہ ہر شخص اسکا اہل نہیں ہے مگر
جسکو خدا اسکا اہل کرے پس اب ہم یہ کہتے ہیں کہ جو شخص ایسا اہل و الیق و موفق من اللہ کہ
جسکا مثل نہ تھا اور وارث علوم نبی اور متصف بجمیع صفات کمالیہ ہو وہ اس منصب جلیل پر قائم
ہو سکتا ہے یا ہر شخص خصوصاً وہ شخص کہ جو اپنے مُنہ سے اقرار کرے اور اپنے فقدان علم کا قائل
ہو جیسا کہ خطبۂ شقشقیہ کہ متواتر بین الفریقین ہے اور اور احادیث و روایات سے اہلسنت کے لائح و
واضح ہوتا ہے مثل لولا علی لہلک عمر وغیرہ کے کہ کتب معتبرہ اہلسنت میں مثل فصول مہمہ وغیرہ کے
مسطور و مذکور ہیں پس معلوم ہوا کہ یہ اجماع محض ہوائی تھا کہ اسمیں شائبہ عقل بھی نہ تھا
تنبیہ۔ واضح ہو کہ جو شخص کسی شخص کے منصب کو علی الخیر استحقاق لیلے ضرور ہے کہ وہ شخص مستحق
اُس سے راضی نہ ہوگا اور یہ امر محتاج دلیل نہیں ہے پس اس صورت میں کیا معنی ہونگے اس شعر
کے جناب امیر علیہ السلام کے کہ جو کتاب فصول مہمہ میں کہ ایک کتاب مشہور اہلسنت کی ہے لکھا ہے
شعر فویل ثم ویل ثم ویل + لمن یلقی الالٰہ غدا بظلمی + الحاصل اگر دلیل
حجۃ اجماع کی یہ حدیث لی جاوے جیسا کہ علمائے اہلسنت لکھتے ہیں یعنے لا تجتمع امتی علی الخطاء
پس یہ بھی دو صورتوں سے خالی نہیں ہے یا یہ کہ مراد اُمت سے کل اُمت لیجاوے جیسا کہ مقتضا اِس
حدیث کا ہے اسواسطے کہ مفرد مضاف مفید عموم ہوتا ہے کما ثبت فی محلہ۔ پس ظاہر ہے کہ سب سے
بڑھ کے جناب امیر علیہ السلام حکیم اور اعلم یعنے وارث علوم نبی بعد نبی و اتقہ بالمعنین تھے اور ائمہ
اہلسنت اکثر انہیں سے تلامذہ حضرت کے ہیں مثل مجاہد وغیرہ کے یہ بڑے نامور اور منجملہ ائمہ اہلسنت
ہیں اور ابن عباس کے شاگرد خاص اور علم تفسیر میں مقتدا الناس ہیں اور ابن عباس شاگرد خاص
جناب امیر علیہ السلام کے ہیں اور حسنین و جناب سیدہ صلوات اللہ علیہم اور صحابہ کرام حضرت
رسالتمآب مثل ابوذر و عمار یاسر وغیرہ رضی اللہ عنہم کے کہ یہ سب راضی اِس اجماع پر نہ تھے
اور نہ شریک تھے پس یہ اجماع کیونکر حجت ہوگا اور یا مراد اُمت سے بعض ہیں پس اس میں کی

شناعتیں ہیں منجملہ اُسکے ایک یہ کہ یہ خلاف متبادر حاق لفظ کی ہے اور دوسرے یہ کہ بنا بر اس مرض کے یہ لازم آویگا کہ دین خدا کا اُسکی مشیت و حکمت پر باقی نہ رہے اسواسطے کہ نص صریح تو موجود ہو خلافت پر حضرت امیر صلوات اللہ علیہ کے اور وہ رد کردیجاوے اور بندوں کی رائے پر عمل کیا جائے حاصل اسکا یہ ہے کہ حکم خدا تو رد کردیا جاوے اور اُسی کی چند مخلوق کی رائے پر خواہ اچھی ہو خواہ بُری اُسکی مخالفت امر کا ارتکاب کیا جاوے اور کوئی منصف متدین اس امر کو پسند نہ کریگا اور تیسرے یہ کہ ہر فرقہ اپنے مذہب میں حق پر ہوگا اور قدری اور ناؤسی اور فطحی اور زیدی اور غلاۃ اور سُنّی اور شیعہ سب ہی جس امر پر اجماع کرینگے وہ حق ہوگا اسواسطے کہ اجماع بعض اُمت تو ہر فرقہ پر صادق ہے اور اہلسنت ان فرق کو الزام نہ دے سکینگے پس منع کرنا ہمارے فعل سے ہمکو کہ جو ہم اپنے اجماع سے کریں اہلسنت کو حرام ہے قطعاً اگرچہ اُنکے کیسا ہی منافی طبع ہو اور یہ استدلال بحمد اللہ ایسا ہے کہ اگر تمامی علمائے اہلسنت جواب دینا چاہئیں تو نہیں دے سکتے اور اگر کسی کو ہوس ہو اس کے جواب دینے کی تو وہ اپنا شبہ صاف کرلے مگر منصفانہ طور پر نہ عامیانہ طور پر اور اگر خلاف انصاف گفتگو ہوگی تو ہم کبھی جواب نہ لکھیں گے اسواسطے کہ ہم کو اثبات حق مطلوب ہے نہ مثل بازاریوں کے منازعت و اقامت جدال **تبصرہ** اب دیکھنا چاہیے کہ جو کچھ فی الحال ممانعت اہل سنت کی طرف سے واقع ہوئی دربارۂ کلمہ حقہ طیبہ۔ اشہد ان امیر المومنین و امام المتقین علیاً حجت اللہ وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلافصل پس یہ ممانعت بھی اُن کو حرام ہے بنا بر اُنہیں کے اور ہمارے برابر تو یہ فقرہ طیبہ رکن ایمان ہے مگر اُنکی بنا پر بھی انکار نہیں ہو سکتا اور ممانعت حرام ہے اُنہیں کی دلیل سے پس علمائے اہلسنت کو لازم و واجب ہے کہ ممانعت اپنے مذہب کی عوام کو کریں کہ ہم سے کسی قسم کا منازعت نہ کریں اگرچہ ہمارا اُنکی منازعت سے کچھ نقصان نہیں ہے مگر اُنکو اس فعل حرام کا یعنی ممانعت کا ارتکاب نہیں چاہیے اور عوام تو مقلد اور پیرو اپنے امام و پیشوا کے ہوتے ہیں۔ الحاصل ایک چوتھی شناعت عظیم یہ لازم آتی ہے کہ حق تعالےٰ پر عجز لازم لاویگا یا ترک اُس چیز کا جسمیں مصلحت خلق و حفظ دین ہو اسواسطے کہ یہ تو ظاہر ہے ہر متدین پر کہ

حق تعالےٰ نے ہر ہر جزئی کے احکام خود بیان فرمائے احکام شرعیہ سے اور عبادات و معاملات کو بندوں کی رائے پر نہیں چھوڑا اور اسپر راضی نہ ہوا کہ بندے اُسکے اپنی رائے کو ان اُمور میں دخل دیں اور اپنی عقول ناقصہ سے احکام خدا کا اخذ کریں پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ امام و خلیفہ رسول جو تمام شریعت کا حافظ اور کل رعیت کا حاکم ہو اُسکو بندوں کی رائے پر مفوض کرے پس ضرور ہے کہ جانب خدا سے کوئی خلیفہ منصوب ہو اور اگر فرض کیا جائے کہ ایسا نہ ہو تو لازم آتا ہے کہ حق تعالےٰ معاذ اللہ عاجز تھا کہ اپنے کام کو تمام نہ کر سکا یا عاجز نہ تھا بلکہ تہاون کیا یہ دونو واضح البطلان و محتاج بیان نہیں ہیں یا کہ کہا جاوے کہ نہ تہاون کیا اور نہ عاجز تھا بلکہ معاذ اللہ عالم نہ تھا عواقب اُمور سے اور اگر عالم و دانا ہوتا یعنے وہ یہ جانتا کہ بعد نبی کے خلافت کے بارے میں ایسا مجادلہ عظیم ہونے والا ہے تو ضرور وہ کسی کو خلیفہ اپنی طرف سے کرتا یہ بھی واضح البطلان ہے کہ نسبت جہل معاذ اللہ ذات مقدس الہٰی کی طرف لازم آتی ہے پس اب یہی شق منحصر ہوئی کہ اُسنے خلیفہ معین کیا اپنی مشیت سے اور جب یقین اس شق کا ہوا تو ضرور ہے کہ جسکی خلافت منصوص ہو قرآن و احادیث سے وہ خلیفہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہو اور نص صریح قرآن و حدیث سے کسی پر نہیں ہے سوائے جناب امیر علیہ السلام کے مثل انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین الایۃ اور یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الایۃ اور الیوم اکملت لکم دینکم الایۃ اور انت منی بمنزلۃ ہارون من موسےٰ - اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور حدیث اثنا عشر خلیفہ کہ یہ سب باتفاق فریقین شان میں جناب امیر علیہ السلام کے نازل و وارد ہیں اور مثل اسکے بہت سے آیات و روایات ہیں حاصل یہ ہوا کہ خلافت منحصر ہے جناب امیر علیہ السلام میں وہو المطلوب و ما علینا الا البلاغ و انا العبد العاصی سبط حسین بن جناب السید رمضان علی النقوی فقط

تمت